۷۲۳۱ 4

فریادِ امت

مصنفہ

جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے

پی-ایچ-ڈی بیرسٹرایٹ لا لاہور

جسے مصنف موصوف کی اجازت سے

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

نے

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر امیر بخش پرنٹر چھپوایا

قیمت ۳

مطبوعاتِ دُکان

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نالۂ یتیم	۲ر	مخزن اسرار نظامی سفید ۱۲ر	حنائی ۱۰ر
قصائد قاآنی	عہ	مقاماتِ حمیدی	عمر
رباعیات ابو سعید ابو الخیر	عہ	اُردو ترجمہ مقامات حمیدی	عمر
مرد خسیس	۱۲ر	غزلیات نظیری	عگر
حدائق البلاغت	۱۲ر	مثنوی زہر عشق	۴ر
ابو الفضل دفتر اول سوم	۴عہ	حکیم نباتات	۴ر
ترجمہ ابو الفضل اول	عہ	شکوہ ہند	۲ر
تاریخ جہانکشائے نادری	عگر	چُپ کی داد	۲ر
سہ نثر ظہوری	۵ر	مسدس حالی	۸ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فریادِ امت

یعنی وہ مقبول نظم جو جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے نے قریباً ۱۲ سال ہوئے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں (تخیلاً بآستانہ سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات) عاشقانہ فریاد کے رنگ میں (ابرِ گہربار کے عنوان سے) پڑھی تھی۔ ازآں بعد ۱۹۱۳ء میں (باجازتِ مصنف) فریادِ امت کے نام سے تقطیع ہذا پر چھاپ دی گئی۔

دل میں جو کچھ ہے نہ لب پر اُسے لاؤں کیونکر
ہو چھپانے کی نہ جو بات چھپاؤں کیونکر
شوقِ نظارہ یہ کہتا ہے قیامت آئے
پھر میں نالوں سے قیامت نہ اُٹھاؤں کیونکر

میری ہستی نے رکھا مجھ سے تجھے پوشیدہ
پھر تِری راہ میں اِس کو نہ مٹاؤں کیونکر
صدمۂ ہجر میں کیا لطف ہے اللہ اللہ!
یہ بھی اِک ناز ہے تیرا نہ اُٹھاؤں کیونکر
زندگی تجھ سے ہے اے نارِ محبت! میری
اشکِ غم سے ترے شعلوں کو بجھاؤں کیونکر
تجھ میں سو نغمے ہیں اے تارِ ربابِ ہستی!
زخمۂ عشق سے تجھ کو نہ بجاؤں کیونکر
ضبط کی تاب نہ یارائے خموشی مجھ کو
ہائے! اِس دردِ محبت کو چھپاؤں کیونکر

بات ہے راز کی پر مُنہ سے نِکل جائے گی
یہ مئے کہنہ خُمِ دل سے اُچھل جائے گی

آسماں مجھ کو بجھا دے جو فروزاں ہوں میں
صورتِ شمع سرِ گورِ غریباں ہوں میں
ہوں وہ بیمار جو ہو فکرِ مداوا مجھ کو
درد چپکے سے یہ کہتا ہے کہ درماں ہوں میں
دیکھنا ! تو مری صورت پہ نہ جانا گلچیں !
دیکھنے کو صفتِ نو گلِ خنداں ہوں میں
موت سمجھا ہوں مگر زندگیٔ فانی کو
نام آ جائے جو اس کا تو گریزاں ہوں میں
دور رہتا ہوں کسی بزم سے اور جیتا ہوں
یہ بھی جینا ہے کوئی جس سے پشیماں ہوں میں
کنجِ عزلت سے مجھے عشق نے کھینچا آخر
یہ وہی چیز ہے جس چیز پہ نازاں ہوں میں

داغِ دِل مہر کی صورت ہے نمایاں لیکن
ہے اِسے شوق ابھی۔ اَور نمایاں ہُوں مَیں
ضبط کی جا کے تمنا اَور کِسی کو ناصح!
اشک بڑھ بڑھ کے یہ کہتا ہَے کہ طُوفاں ہُوں مَیں

ہُوں وہ مضمون کہ مُشکل ہَے سمجھنا میرا
کوئی مائل ہو سمجھنے پہ تو آساں ہُوں مَیں
رِند کہتا ہَے ولی مجھ کو۔ ولی رِند مجھے
سُن کے اِن دونو کی تقریر کو حیراں ہُوں مَیں
زاہدِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اَور کافر یہ سمجھتا ہَے مُسلماں ہُوں مَیں
کوئی کہتا ہے کہ اِقبال ہَے صُوفی مَشرَب
کوئی سمجھا ہے کہ شیدائے حسیناں ہُوں مَیں

ہوں عیاں سب پہ مگر پھر بھی ہیں اِتنی باتیں
کیا غضب آئے نگاہوں سے جو پنہاں ہوں میں
دیکھ! اے چشمِ عدو مجھ کو حقارت سے نہ دیکھ!
جس پہ خالق کو بھی ہو ناز وہ انساں ہوں میں

مزرعۂ سوختۂ عشق ہے حاصل میرا
درد قرباں ہو جس دل پہ وہ ہے دل میرا

قصۂ دار و رسن بازیِ طفلانۂ دل
التجائے اَرِنی سُرخیِ افسانۂ دل
یارب! اِس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی؟
جادۂ راہِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل
ابرِ رحمت تھا کہ تھی عشق کی بجلی یارب!
جل گئی مزرعۂ ہستی تو اُگا دانۂ دل

حُسن کا گنجِ گرانمایہ تجھے مِل جاتا
تُونے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دِل

عرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اِس پر
کِس کی منزل ہے الٰہی! میرا کاشانۂ دِل

کچھ اُسی کو ہے مزا دہر میں آزادی کا
جو ہُوا قیدیِ زنجیرِ پری خانۂ دِل

اُس کو اپنا ہے جنوں اور مجھے سودا اپنا
دِل کِسی اور کا دیوانہ ۔ مَیں دیوانۂ دِل

تُو سمجھتا نہیں اَے زاہدِ ناداں! اس کو
رشکِ صد سجدہ ہے اِک لغزشِ مستانۂ دِل

ہائے کیا جانیے اِس گھر کا مکیں کیسا ہو؟
ہوں جو منصُور سے دربانِ درِ خانۂ دِل

خاک کے ڈھیر کو اکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکستر پروانۂ دِل
عِشق کے دام میں پھنس کر یہ رِہا ہوتا ہے
برق گرِتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے
آتی ہے اپنی سمجھ اور پہ مائِل ہوکر
آنکھ کُھل جاتی ہے اِنسان کی بیدل ہوکر
لوگ سَودا کو یہ کہتے ہیں "بُرا ہوتا ہے"
عقل آئی مجھے پابندِ سلاسِل ہوکر
آرزو کا کبھی رونا۔ کبھی اپنا ماتم
اِس سے پُوچھے کوئی۔ کیا دِل نے لیا دِل ہوکر؟
میری ہستی ہی جو تھی میری نظر کا پردہ
اُٹھ گیا بزم سے مَیں پردۂ محفل ہوکر

عینِ ہستی ہوا ہستی کا فنا ہو جانا
حق دِکھایا مجھے اِس نقطہ نے باطِل ہو کر

خلق معقول ہے محسوس ہے خالق اے دِل!
دیکھ۔ نادان! ذرا آپ سے غافل ہو کر

طُور پر تُو نے جو اے حضرتِ مُوسٰے! دیکھا
وُہی کچھ قیس نے دیکھا پسِ محمل ہو کر

کیا کہُوں بیخودیٔ شوق میں لذّت کیا ہے
تُو نے دیکھا نہیں زاہد! کبھی غافِل ہو کر

رہِ اُلفت میں رواں ہُوں کبھی اُفتادہ ہُوں
مُوج ہو کر۔ کبھی خاکِ لبِ ساحِل ہو کر

دمِ خنجر میں دمِ ذبح سما جاتا ہُوں
جَوہرِ آئینۂ خنجرِ قاتِل ہو کر

وہ مسافر ہوں ملے جب نہ پتا منزل کا
خود بھی مٹ جاؤں نشانِ رہِ منزل ہو کر

ہے فروغِ دو جہاں داغِ محبت کی ضیا
چاند یہ وہ ہے کہ گھٹتا نہیں کامل ہو کر

دیدۂ شوق کو دیدار نہ ہو کیا معنی
آئے محفل میں جو دیدار کے قابل ہو کر

عشق کا تیر قیامت تھا الٰہی! توبہ
دل تڑپتا ہے مرا طائرِ بسمل ہو کر

مئے عرفاں سے مرا کاسۂ دل بھر جائے
میں بھی نکلا ہوں تری راہ میں سائل ہو کر

اَلْمَدَدْ یا سیّدِ مکّی مَدَنی العربی ﷺ
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

لاکھ ساماں ہے اِک بے سروساماں ہونا
مجھ کو جمعیتِ خاطر ہے پریشاں ہونا

تیری اُلفت کی اگر ہو نہ حرارت دل میں
آدمی کو بھی مُیسّر نہیں اِنساں ہونا

یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مُسلماں ہونا

دِل جو بربادِ محبت ہُوا، آباد ہُوا
سازِ تعمیر تھا اِس قصر کو ویراں ہونا

علم و حکمت کے مدینے کی کشش ہے مجھ کو
لُطف دے جاتا ہے کیا کیا مجھے ناداں ہونا

کبھی یثرب میں اُویسِ قرَنی سے چھپنا
کبھی برقِ نگہِ مُوسیِٔ عِمراں ہونا

قَابَ قَوسَین بھی، دعوئے بھی عبُودیت کا
کبھی چِلمن کو اُٹھانا، کبھی پنہاں ہونا

لُطف دیتا ہے مجھے مِٹ کے تری اُلفت میں
ہمہ تن شوقِ ہوائے عَرَبِستاں ہونا

یہی اِسلام ہے میرا، یہی ایماں میرا
تیرے نظّارۂ رُخسار سے حیراں ہونا

خندۂ صبح تمنّائے براہیم استی
چہرہ پرواز بہ حیرت کدۂ میم استی

حشر میں ابر شفاعت کا گہربار آیا
دیکھ! اے جنسِ عمل! تیرا خریدار آیا

پیرہن عشق کا جب حُسنِ ازل نے پہنا
بن کے یثرب میں وہ آپ اپنا خریدار آیا

میں گیا حشر میں جس دم تو صدا یوں آئی
دیکھنا! دیکھنا!! وہ کافرِ دیندار آیا

لطف آنے کا تو جب ہے کہ کسی پر آئے
ورنہ دل اپنا بھی آنے کو تو سو بار آیا

جوشِ سودائے محبت میں گریباں اپنا
میں نے دیکھا تو نہ ہاتھوں میں کوئی تار آیا

عشق کی راہ میں اِک سیر تھی ہر منزل پر
نجد کا دشت کہیں مصر کا بازار آیا

میں نے سو گلشنِ جنت کو کیا اُس پہ نثار
دشتِ یثرب میں اگر زیرِ قدم خار آیا

لیں شفاعت نے قیامت میں بلائیں کیا کیا
عرقِ شرم میں ڈوبا جو گنہگار آیا

وہ مری شرمِ گنہ اور وہ سفارش تیری
ہائے اِس پیار پہ کیا کیا نہ مجھے پیار آیا
ہے ترے عشق کا میخانہ عجب میخانہ!
یعنی ہشیار گیا، اور میں سرشار آیا
مَا عَرَفْنَا نے چھپا رکھی ہے عظمت تیری
قَابَ قَوْسَیْن سے کھلتی ہے حقیقت تیری
لے چلا بحرِ محبت کا تلاطم مجھ کو
کشتیٔ نوح ہے ہر موجۂ قلزم مجھ کو
حسن تیرا مری آنکھوں میں سمایا جب سے
تیر لگتی ہے شعاعِ مہ و انجم مجھ کو
تیرے قربان میں اے ساقیٔ میخانۂ عشق!
میں نے اِک جام کہا، تُو نے دیئے خم مجھ کو

خاک ہو کر یہ مِلا اوج تِری اُلفت میں
کہ فرشتوں نے لیا بہرِ تیمم مجھ کو
گردِ آسا سرِ دامن سے لگا پھرتا ہوں
حشر کے روز بھُلا دو نہ کہیں تُم مجھ کو
کوئی دیکھے تو تِرے عاشقِ شیدا کا مزاج
حُور سے کہتا ہے چھیڑا نہ کرو تُم مجھ کو
موت آجائے جو یثرب کے کِسی کُوچے میں
مَیں نہ اُٹھوں جو مسیحا بھی کہے قُم مجھ کو
صِفتِ نوکِ سرِ خارِ شبِ فرقت میں
چُبھ رہی ہے نگہِ دیدہ انجم مجھ کو
خوف رہتا ہے یہ ہر دم کہ رہِ یثرب سے
طور کی سمت نہ لے جائے توہم مجھ کو

تُو نے آنکھوں کے اِشارے سے جو تسکیں کردی
شورِ محشر ہُوا گلبانگِ ترنّمُ مجھ کو
اپنا مطلب مجھے کہنا ہَے مگر تیرے حضور
چھوڑ جائے نہ کہیں تابِ تکلّم مجھ کو
ہَے ابھی اُمّتِ مرحوم کا رونا باقی
دیکھ اَے بیخودیٔ شوق نہ کر گُم مجھ کو

ہمہ حسرت ہُوں سراپا غمِ بربادی ہُوں
سِتمِ دہر کا مارا ہوا فریادی ہُوں
اَے کہ! تھا نُوح کو طوفاں میں سہارا تیرا
اور براہیم کو آتش میں بھروسا تیرا
اے کہ! مشعل تھا ترا ظلمتِ عالم میں وجُود
اور نُورِ نگہِ عرش تھا سایہ تیرا

اے کہ اِ پرتو ہے تِرے ہاتھ کا مہتاب کا نورُ
چاند بھی چاند بنا پا کے اِشارا تیرا
گرچہ پوشیدہ رہا حُسن تِرا پردوں میں
ہے عیاں معنیِ لَوْلَاکَ سے پایا تیرا
ناز تھا حضرتِ موُسٰیؑ کو یدِ بیضا تیرا
سو ہے تجلّٰی کا محل نقشِ کفِ پا تیرا
چشمِ ہستی صفتِ دیدۂ اَعمٰی ہوتی
دیدۂ کُن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا
مجھ کو اِنکار نہیں آمدِ مہدیؑ سے مگر
غیر ممکن ہے کوئی مِثل ہو پیدا تیرا
کیا کہوں اُمّتِ مرحوم کی حالت کیا ہے
جس سے برباد ہوئے ہم، وہ مصیبت کیا ہے

حالِ اُمّت کا بُرا ہو کہ بھلا کہتے ہیں
صفتِ آئینہ جو کچھ ہے صفا کہتے ہیں

واعظوں میں یہ تکبّر کہ الٰہی! توبہ
اپنی ہر بات کو آوازِ خُدا کہتے ہیں

اِن کے ہر کام میں دُنیا طلبی کا سودا
ہاں! مگر وعظ میں دُنیا کو بُرا کہتے ہیں

غیر بھی ہو تو اُسے چاہیئے اچھا کہنا
پر غضب ہے کہ یہ اپنوں کو بُرا کہتے ہیں

فرقہ بندی کی ہَوا تیرے گلستاں میں چلی
یہ وہ ناداں ہیں اِسے بادِ صبا کہتے ہیں

آہ! جس بات سے ہو فتنۂ محشر پیدا
یہ وہ بندے ہیں اُسے فتنہ رُبا کہتے ہیں

جن کی دینداری میں ہو آرزوئے زرِ پنہاں
آکے دھوکے میں انہیں راہنما کہتے ہیں
لاکھ اقوام کو دُنیا میں اُجاڑا اُس نے
یہ تعصّب کو مگر گھر کا دِیا کہتے ہیں
خانہ جنگی کو سمجھتے ہیں بِنائے اِیماں
مَرَضُ المَوت ہے جو اُس کو دَوا کہتے ہیں
مقصدِ مُحکمۂ مُحکمی پہ کھلی اِن کی زباں
یہ تو اِک راہ سے تجھ کو بھی بُرا کہتے ہیں
تیرے بیماروں کا تو یہ حال ہو اے شافعِ حشر!
میرے حبیبوں کو تو کیا جانئے کیا کہتے ہیں؟
بُغض لِلّٰہ کے پردے میں عداوت ذاتی
دِین کی آڑ میں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں!

جن کا یہ دین ہو کہ اپنوں سے کریں ترک سلام
ایسے بندوں کو یہ بندے "صلحا" کہتے ہیں
قوم کے عشق میں ہو فکرِ کفن بھی نہ جسے
یہ اُسے بندۂ بے دامِ ہوا کہتے ہیں
وصل ہو لیلیٰ مقصود سے کیونکر اپنا
اخترِ سوختۂ قیس ہے اختر اپنا
اُمَرا جو ہیں وُہ سنتے نہیں اپنا کہنا
سامنے تیرے پڑا ہے مجھے کیا کیا کہنا
ہم جو خاموش تھے اب تک تو ادب مانع تھا
ورنہ آتا تھا ہمیں حرفِ تمنّا کہنا
دردمندوں کا کہیں حال چھپا رہتا ہے
اپنی خاموشی بھی تھی ایک طرح کا کہنا

شکوہ مِنّت کشِ لب ہے کبھی منت کشِ چشم
میرا کہنا جو ہے رونا تو ہے رونا کہنا

قوم کو قوم بنا سکتے ہیں دولت والے
یہ اگر راہ پہ آجائیں تو پھر کیا کہنا

بادۂ عیش میں سرمست رہا کرتے ہیں
یاد فرمان نہ تیرا نہ خدا کا کہنا

ہم نے سو بار کہا "قوم کی حالت ہے بُری"
پر سمجھتے نہیں یہ لوگ ہمارا کہنا

دیکھتے ہیں یہ غریبوں کو تو برہم ہوکر
فقر تھا فخرِ ترا شاہِ دو عالم ہوکر

اس مصیبت میں ہے اِک تُو ہی سہارا اپنا
تنگ آکر لبِ فریاد ہوا وا اپنا

ایسی حالت میں بھی اُمید نہ ٹوٹی اپنی
نام لیوا ہیں ترے تجھ پہ ہے دعوےٰ اپنا
فرقہ بندی سے کیا راہنماؤں نے خراب
ہائے! اِن مالیوں نے باغ اُجاڑا اپنا
ہم نے سَو راہ اخوّت کی نکالی لیکن
نہ تو اپنا ہوا اپنا، نہ پرایا اپنا
دیکھ! اے نُوح کی کشتی کے بچانے والے!
آیا گردابِ حوادث میں سفینہ اپنا
اِس مصیبت میں اگر تُو بھی ہماری نہ سُنے
اور ہم کِس سے کہیں جا کے فسانہ اپنا
ہاں! برس! ابرِ کرم دیر نہیں ہے اچھّی
کہ نہ ہونے کے برابر ہُوا ہونا اپنا

لطف یہ ہے کہ پھلے قوم کی کھیتی اس سے
ورنہ ہونے کو تو آنسو بھی ہے دریا اپنا
اب جو ہے ابرِ مصیبت کا دھواں دھار آیا
ڈھونڈھتا پھرتا ہے تجھ کو دلِ شیدا اپنا
یوں تو پوشیدہ نہ تھی تجھ سے ہماری حالت
ہم نے گھبرا کے مگر تذکرہ چھیڑا اپنا
زندگی تجھ سے ہے اے فخرِ براھیم! اپنی
کر دعا حق سے کہ مشکل ہوا جینا اپنا
ایک یہ بزم ہے لے دے کے ہماری باقی
ہے انہی لوگوں کی ہمت پہ بھروسا اپنا

داستاں درد کی لمبی ہے کہیں کیا تجھ سے
ہے ضعیفوں کو سہارے کی تمنا تجھ سے

قوم کو جس سے شفا ہو وہ دوا کون سی ہے؟
یہ چمن جس سے ہرا ہو وہ صبا کون سی ہے؟
جس کی تاثیر سے ہو عزتِ دین و دُنیا
ہائے! اے شافعِ محشرؐ! وہ دُعا کون سی ہے؟
جس کی تاثیر سے یکجان ہو اُمت ساری
ہاں۔ بتا دے! ہمیں وہ طرزِ وفا کون سی ہے؟
جس کے ہر قطرے میں تاثیر ہو یکرنگی کی
ہاں بتا دے! وہ مئے ہوش رُبا کون سی ہے؟
قافلہ جس سے رواں ہو سُوئے منزل اپنا
ناقہ وہ کیا ہے؟ وہ آوازِ درا کون سی ہے؟
اپنی فریاد میں تاثیر نہیں ہے باقی!
جس سے دِل قوم کا پگھلے وہ صدا کون سی ہے؟

سب کو دولت کا بھروسا ہے زمانہ میں مگر
اپنی اُمّید یہاں تیرے سِوا کون سی ہے؟
اپنی کھیتی ہے اُجڑ جانے کو اَے ابرِ کرم!
تجھ کو جو کھینچ کے لائے وہ ہَوا کون سی ہے؟
ہے نہاں جن کی گدائی میں امیری سب کی
آج دُنیا میں وُہ بزمِ فقرا کون سی ہے؟
تیرے قرباں کہ دکھادی ہے یہ محفل تو نے
مَیں نے پُوچھا جو اُخوّت کی بنا کون سی ہے؟
راہ اسی محفلِ رنگیں کی دِکھادے سَب کو
اور اِس بزم کا دیوانہ بنادے سَب کو

اقبالؔ

نام کتاب	قیمت
خلاصہ شعر العجم حصہ سوم	۶ر
" " " چہارم	۸ر
" " " پنجم	۴ر
لمعات اوج	۶ر
پرشئین کمپوزیشن	عہ ر
ترجمہ و شرح رباعیات ابوسعید ابوالخیر	۱۲ر
بحر العروض	۶ر
الفاروق	[illegible]
" درجہ اول	[illegible]
المامون	[illegible]
عقد اللآلی	عہ ر

نام کتاب	قیمت
رباعیات سحابی استرآبادی	۸ر
سرگذشت الفاظ	[illegible]
دیوان میر درد	۶ر
قصائد ذوق	۶ر
تطہیر الاخلاق	۱۲ر
مضامین فارسی	[illegible]
عروض سیفی	۴ر
اُردوئے معلےٰ	[illegible]

متفرق

شعر العجم از مولینا شبلی

جلد اول ([illegible]) جلد دوم ([illegible])

جلد سوم [illegible] - جلد چہارم [illegible] - جلد پنجم [illegible]

ملنے کا پتہ: شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

مطالب الغالب

یعنی دیوانِ غالب کی جدید ترین اور بہترین شرح

تمام شروحِ ماسبق سے مفصّل و مکمل، مولانا سُہا کی جدید التالیف شرح "مطالب الغالب" ہے۔ جس میں معانی و مطالب کی تفسیر، لغت و بلاغت اور تمام قرائن سیاق کے ساتھ، کلام کے پہلو بہ پہلو ہے۔ بعض غیر مطبوعہ قصائد و سلام کا بھی اضافہ ہے جو اس وقت تک کسی اشاعت دیوان غالب میں موجود نہیں۔ شرح کی ابتدا میں مؤلف کا ایک فاضلانہ مقدمہ، اور چند متعلقہ تصاویر بھی شریک ہیں۔

حجم قریباً ۴۰۰ صفحہ۔ تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ قیمت دو روپے (عـ۲ــہ) ٭

المشتہر

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

(جملہ حقوق اشاعت بحق پبلشر مذکور محفوظ ہیں)